النصر الربانی فی ترجمة : محمد بن الحسن الشیبانی

حافظ زبیر علی زئی

محمد بن الحسن الشیبانی کے بارے میں حافظ ذہبی [1] رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

" محمد بن الحسن الشيباني أبو عبدالله أحد الفقهاء ، لينه النسائي وغيره من قبل حفظه ، يروى عن مالك بن أنس وغيره كان من بحور العلم والفقه ، قوياً في مالك "

(میزان الاعتدال: ج۳ ص۵۱۳ ت۷۳۷۴)

مفہوم: محمد بن الحسن الشیبانی (اہل الرائے کے) فقہاء میں سے تھا۔ اسے (امام) نسائی وغیرہ نے اس کے (خراب) حافظے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ (امام) مالک وغیرہ سے روایت کرتا تھا اور وہ (امام ذہبی کے نزدیک) علم اور (اہل الرائے کے) فقہ کے دریاؤں میں سے تھا۔ (صرف امام) مالک سے اس کی روایت قوی ہے۔

تبصرہ: حافظ ذہبی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ شیبانی مذکور اگر امام مالک کے علاوہ دوسرے لوگوں (مثلاً امام ابو حنیفہ) سے روایت کرے تو وہ (ذہبی کے نزدیک بھی) غیر قوی یعنی ضعیف ہے۔

سنن النسائی کے مصنف اور اسماء الرجال کے امام ابو عبدالرحمٰن النسائی رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: **" والضعفاء من أصحابه : يوسف بن خالد السمتي كذاب ، والحسن بن زياد اللؤلؤي كذاب خبيث و محمد بن الحسن ضعيف "**

اور اس کے ضعیف شاگردوں میں سے یوسف بن خالد السمتی: کذاب، حسن بن زیاد اللؤلؤی: کذاب خبیث اور محمد بن الحسن الشیبانی ضعیف تھا۔ (جزء فی آخر کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی: ص۲۶۶)

امام نسائی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ کا مصنف محمد بن الحسن الشیبانی مطلقاً ضعیف ہے چاہے وہ امام مالک سے روایت کرے یا دوسرے راویوں (مثلاً امام ابو حنیفہ) سے روایت کرے، لہذا اس کی روایت عدمِ متابعت کی صورت میں مردود ہوتی ہے۔ اس تمہید کے بعد حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی تحقیق پیشِ خدمت ہے

....

(۱) حافظ ذہبی نے محمد بن الحسن الشیبانی پر ایک جزء لکھا ہے مگر ''تذکرۃ الحفاظ'' میں اس (محمد بن الحسن) کا بطورِ ترجمہ ذکر نہیں کیا، جبکہ دیوان الضعفاء (۳۶۵۶) اور المغنی فی الضعفاء (۵۴۰۶) میں اس کا ذکر ضرور کیا ہے۔

جسے انہوں نے لسان المیزان (اسماء الرجال کی ایک مشہور کتاب) میں لکھا ہے۔ پہلے حافظ صاحب کی عبارت ہوگی پھر اس کا ترجمہ اور حاشیے میں اس پر تبصرہ ہوگا والحمد للہ رب العالمین۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" وهو محمد بن الحسن بن فرقد الشيباني ، مولاهم ، الفقيه أبو عبدالله ، ولد بواسط ونشأ بالكوفة ، وتفقه على أبي حنيفة رحمة الله عليه ۔

وسمع الحديث من الثوري و مسعر و عمر بن ذر و مالك بن مغول والأوزاعي ومالك بن أنس وزمعة بن صالح وجماعة ۔

وعنه الشافعي وأبو سليمان الجوزجاني و أبو عبيد بن سلام و هشام بن عبيدالله الرازي وعلي بن مسلم الطوسي وغيرهم "

محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی، شیبانیوں کا غلام، فقیہ ابو عبداللہ ہے، وہ واسط میں پیدا ہوا اور کوفہ میں پرورش پائی۔ فقہ اس نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا اور (سفیان) ثوری، مسعر (بن کدام) عمر بن ذر، مالک بن مغول، اوزاعی، مالک بن انس، زمعہ بن صالح (ضعیف وحدیثہ عند مسلم مقرون، تقریب: ۲۰۳۵) اور ایک جماعت [۱] سے حدیث سنی، اس سے (امام) شافعی [۲]، ابو سلیمان الجوزجانی، ابو عبید (القاسم) بن سلام، ہشام بن عبید اللہ الرازی اور علی بن مسلم الطّوسی نے حدیث بیان کی۔ (لسان المیزان: ج ۵ ص ۱۲۱ ت ۷۲۵۷)

....

(۱) الشیبانی کے استادوں میں درج ذیل حضرات بھی ہیں۔

محمد بن ابان بن صالح (ضعیف کوفی، کتاب الضعفاء للنسائی: ۵۱۲) ابو مالک النخعی ("متروک" تقریب: ۸۳۳۷) ابراہیم بن یزید المکی (متروک الحدیث، تقریب: ۲۷۲) وغیرہم۔

(۲) ایک رافضی نے کہا کہ (امام) شافعی نے محمد بن الحسن سے پڑھا ہے، تو اس کی تردید کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" أن هذا ليس كذلك بل جالسه وعرف طريقته و ناظره و أول من أظهر الخلاف لمحمد بن الحسن ورد عليه الشافعي ...... "

ایسی بات نہیں ہے بلکہ (امام شافعی) اس کے پاس بیٹھے ہیں، اس کا طریقہ پہچانا ہے اور اس سے مناظرہ کیا ہے، سب سے پہلے محمد بن الحسن سے اختلاف اور اس کا رد امام شافعی نے کیا ہے۔

(منہاج السنۃ النبویۃ: ج ۴ ص ۱۴۳، طبع قدیم، دار الکتب العلمیہ لبنان)

ایک غالی دیوبندی نے شیخ الاسلام کا رد لکھا ہے۔(دیکھئے کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ: ج ۱ ص ۵) لیکن یہ ردمردود ہے۔

" وولّی القضاء أیام الرشید، قال ابن سعد : کان أبوه في جند أهل الشام ، فقدم واسط ، فولد محمد بها سنة اثنتین وثلاثین ومائة ۔

قال ابن عبدالحکم : سمعت الشافعي یقول : قال محمد بن الحسن : أقمت علی باب مالك ثلاث سنین وسمعت من لفظه أکثر من سبعمائة حدیث ۔

وقال ابن المنذر : سمعت المزني یقول : سمعت الشافعي یقول : ما رأیت سمیناً أخف روحاً من محمد بن الحسن وما رأیت أفصح منه " (۱۲۱/۵)

(ہارون) الرشید کے دور میں اسے عہدۂ قضاء سونپا گیا، ابن سعد (کاتب الواقدی) نے کہا: اس کا والد، شام کی فوج میں تھا، وہ واسط آیا تو وہاں ۱۳۲ھ میں محمد (بن الحسن) پیدا ہوا[۱]۔

ابن عبدالحکم نے کہا: میں نے (محمد بن ادریس، امام) شافعی کو فرماتے سنا: محمد بن الحسن نے کہا: میں (امام) مالک کے دروازے پر تین سال کھڑا رہا ہوں اور اُن کے اپنے الفاظ سے، سات سو سے زیادہ حدیثیں سنی ہیں۔[۲]

ابن المنذر نے کہا: میں نے (امام) المزنی سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے (امام) شافعی سے سنا کہ: میں نے محمد بن الحسن سے زیادہ ہلکی چال چلنے والا کوئی موٹا نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ کوئی فصیح دیکھا ہے[۳]۔

....

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد (ج ۷ ص ۳۳۶)

(۲) یہ روایت مع سند تاریخ بغداد (ج ۲ ص ۱۷۳ ت ۵۹۳) میں ہے، خطیب بغدادی نے یہ روایت دو سندوں سے بیان کی ہے: اول عبداللہ بن محمد بن زیاد النیسابوری، یہ سند صحیح ہے لیکن خطیب نے اس کا متن نہیں لکھا۔

دوسری سند میں محمد بن عثمان بن الحسن القاضی کذاب ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال (ج ۳ ص ۶۴۳ ت ۷۹۳۵)

خطیب رحمہ اللہ نے اس کذاب کا بیان کردہ متن لکھا ہے لہذا یہ روایت مردود ہے۔

(۳) یہ روایت مع سند، تاریخ بغداد (ج ۲ ص ۱۷۵) پر موجود ہے

اس کا ایک الحسین بن جعفر العنزی ہے جس کا تعین معلوم نہیں، ایک العنزی بغیر کسی توثیق و تجریح کے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۷ ص ۶۲) میں مذکور ہے، جو "الامام الفقیہ" تھا، اس کا مقام صدوق کا مقام ہے، دوسرا حسین بن جعفر الجوزجانی (الجرجانی) مجروح ہے، دیکھئے لسان المیزان (ج ۲ ص ۲۷۷)

تنبیہ: اگر یہ روایت صحیح بھی ثابت ہو جائے تو اس کا تعلق نہ جرح سے ہے اور نہ تعدیل سے، فصاحت اور چیز ہے اور عدالت وثقاہت اور چیز ہے۔

وقال [عباس] الدوري عن ابن معين : كتبت الجامع الصغير عن محمد بن الحسن ، وقال الربيع : سمعت الشافعي يقول : حملت عن محمد وقر بختي كتباً ، ونقل ابن عدي عن إسحاق بن راهويه : سمعت يحي بن آدم يقول : كان شريك لا يجيز شهادة المرجئة ، فشهد عنده محمد بن الحسن فرد شهادته ، فقيل له في ذلك ، فقال : أنا لا أجيز شهادة من يقول : الصلوة ليست من الإيمان ، ومن طريق أبي نعيم قال قال أبو يوسف : محمد بن الحسن يكذب علي، قال ابن عدي : ومحمد لم تكن له عناية بالحديث وقد استعنى أهل الحديث عن تخريج حديثه " (۱۲۱/۵، ۱۲۲)

عباس الدوری نے ابن معین سے بیان کیا کہ: میں نے الجامع الصغیر محمد بن الحسن سے لکھی ہے (۱)۔
ربیع (بن سلیمان) نے کہا: میں نے شافعی کو فرماتے سنا کہ: میں نے محمد (بن الحسن) سے (اپنے) اونٹ جتنے بوجھ کی کتابیں لی ہیں (۲)۔ ابن عدی نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے کہ: میں نے یحیی بن آدم کو کہتے سنا کہ: شریک (القاضی) مرجئہ کی گواہی جائز نہیں سمجھتے تھے، ان کے پاس محمد بن الحسن نے گواہی دی تو انہوں نے اسے رد کر دیا، جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں ایسے آدمی کی گواہی نہیں مانتا جو یہ کہتا ہے کہ نماز ایمان میں سے نہیں ہے (۳)۔
اور ابن عدی نے ابو نعیم (الفضل بن دکین) کی سند سے نقل کیا ہے کہ: قاضی ابو یوسف نے کہا: محمد بن الحسن مجھ پر جھوٹ بولتا ہے (۴)۔ ابن عدی نے کہا: محمد (بن الحسن) کی توجہ حدیث پر نہیں تھی (یعنی اسے صرف رائے و قیاس کا دفاع ہی محبوب تھا) اہلِ حدیث (محدثین کرام اور متبعینِ حدیث) اس کی بیان کردہ حدیثوں سے بے نیاز ہیں (۵)۔

....

(۱) تاریخ بغداد (ج ۲ ص ۱۷۵، ۱۷۶ وسندہ صحیح) اس کی سند امام ابن معین تک صحیح ہے، الجامع الصغیر لکھنے کے بعد امام یحیی بن معین کس نتیجے پر پہنچے اس کا تذکرہ، عباس الدوری کی تاریخ میں ہے۔ **قال یحي بن معین : محمد بن الحسن الشیباني لیس بشيء** " (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۱۷۷۰) یعنی محمد بن الحسن الشیبانی کچھ چیز نہیں ہے۔ (۲) تاریخ بغداد (ج ۲ ص ۱۷۶) اس کا ایک راوی محمد بن اسماعیل (بن عامر) التمار ہے، جس کا ذکر بغیر کسی جرح و تعدیل کے تاریخ بغداد میں مذکور ہے۔ (ج ۲ ص ۴۵ ت ۴۳۷) یعنی یہ مجہول الحال ہے۔ ایک دوسرا محمد بن اسماعیل بن عامر الدمشقی ہے جو کہ مجروح ہے۔ (۳) الکامل لابن عدی (ج ۶ ص ۲۱۸۳) اس کے دو راوی محمد بن شاذان اور الحسن بن ابی الحسن غیر منسوب و غیر متعین ہیں، لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ (۴) الکامل لابن عدی (۲۱۸۴/۶) اس کے دو راوی محمد بن ابی منصور اور حمزہ بن اسماعیل الطبری نامعلوم ہیں لہذا یہ سند مردود ہے۔ (۵) الکامل لابن عدی (ج ۶ ص ۲۱۸۴) و ابن عدی امام "معتدل" کما قال الذہبی فی "ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل" (ص ۱۵۹)

وقال أبو إسماعيل الترمذي : سمعت أحمد بن حنبل يقول : كان محمد بن الحسن في الأول يذهب مذهب جهم ۔
وقال حنبل بن إسحاق عن أحمد : كان أبو يوسف مضعفاً في الحديث وأما محمد بن الحسن وشيخه فكانا مخالفين للأثر ۔
وقال سعيد بن عمرو البرذعي : سمعت أبا زرعة الرازي يقول : كان محمد بن الحسن جهمياً وكذا شيخه وكان أبو يوسف بعيداً من التجهم ۔
وقال زكريا الساجي : كان مرجئاً " وقال محمد بن سعد الصوفي : سمعت يحي بن معين يرميه بالكذب۔ (۱۲۲/۵)

ابواسماعیل الترمذی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل کوفرماتے سنا کہ: شروع میں محمد بن الحسن، جہم کے مذہب پر چلتا تھا(۱)۔
حنبل بن اسحاق نے (امام) احمد (بن حنبل) سے نقل کیا کہ: ابویوسف (تو) حدیث میں ضعیف تھا مگر محمد بن الحسن اور اس کا استاد (اس کے ساتھ) حدیث وآثار کے مخالف تھے(۲)۔
سعید بن عمرو البرذعی نے کہا: میں نے ابوزرعہ الرازی کوفرماتے سنا کہ: محمد بن الحسن اور اس کا استاد دونوں جہمی (مذہب والے) تھے۔ اور ابویوسف جہمیت سے دور تھے(۳) زکریا الساجی نے کہا: (محمد بن الحسن) مرجئ تھا(۴)۔ محمد بن سعد الصوفی نے کہا: میں نے ابن معین سے سنا وہ اسے جھوٹا قرار دیتے تھے۔(۵)

....

(۱) تاریخ بغداد (ج۲ص۱۷۹) وسندہ حسن، اس کی سند حسن لذاتہ ہے۔
(۲) تاریخ بغداد (ج۲ص۱۷۹) اس کی سند صحیح ہے، دیکھئے الاسانید الصحیحہ فی أخبار ابی حنیفہ قلمی: ص۱۱۸۔
تنبیہ: تاریخ بغداد میں غلطی سے "مضعفاً" کے بجائے "منصفاً" چھپ گیا ہے۔
(۳) کتاب الضعفاء لابی زرعہ الرازی (ص۵۷۰) یہ قول صحیح وثابت ہے۔ (۴) تاریخ بغداد (ج۲ص۱۷۹)
اس قول کا راوی محمد بن احمد بن محمد بن عبدالملک الأدمی ہے، اس پر حمزہ بن محمد بن طاہر الدقاق نے شدید جرح کی ہے اور برقانی نے تعریف کی ہے، دیکھئے تاریخ بغداد (ج۱ص۳۴۹) قولِ راجح میں یہ راوی ضعیف ہے، لہذا یہ روایت مردود ہے، الساجی کی اصل کتاب تلاش کر کے اس میں یہ قول دیکھنا چاہئے۔
(۵) تاریخ بغداد (۱۸۰/۲) نحوالمعنی، محمد بن سعد الصوفی بذاتِ خود ضعیف ہے، دیکھئے تاریخ بغداد (ج۵ص۳۲۳) والاسانید الصحیحہ (ص۵۹) اس سند کا دوسرا راوی محمد بن احمد بن عصام نامعلوم ہے (الاسانید الصحیحہ: ص۳۰۴) احمد بن علی بن عمر بن حبیش الرازی کی توثیق نامعلوم ہے۔ (الاسانید الصحیحہ: ص۳۰۴) لہذا یہ سند ضعیف ومردود ہے۔

وقال الأحوص بن الفضل عن أبيه : حسن اللؤلؤي و محمد بن الحسن ضعيفان ، و كذا قال معاوية بن صالح عن ابن معين ، وقال ابن أبي مريم عنه : ليس بشيء ولا يكتب حديثه ، وقال الدارقطني : لا يستحق الترك ، وقال عبدالله بن علي المديني عن أبيه : صدوق وقال ثعلب : توفي الكسائي ومحمد بن الحسن في يوم واحد ، فقال الناس: دفن اليوم اللغة والفقه " (۱۲۲/۵)

احوص بن المفضل الغلابی نے اپنے ابا سے نقل کیا کہ: حسن اللؤلؤی اور محمد بن الحسن دونوں ضعیف ہیں (۱)۔ اسی طرح معاویہ بن صالح نے ابن معین سے روایت کیا ہے (۲)۔ ابن ابی مریم نے ابن معین سے نقل کیا کہ: یہ کچھ چیز نہیں ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے (۳)۔ عمرو بن علی (الفلاس) نے کہا: ضعیف ہے (۴)۔ اور ابوداود نے کہا: وہ کچھ چیز نہیں اور نہ اس کی حدیث لکھی جائے (۵)۔ اور دارقطنی نے کہا: وہ (میرے نزدیک) متروک ہونے کا مستحق نہیں ہے۔ (۶) عبداللہ بن علی (بن عبداللہ) المدینی نے اپنے والد (علی بن عبداللہ المدینی) سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: (محمد بن الحسن) صدوق (یعنی سچا) ہے (۷)۔ ثعلب نے کہا: الکسائی اور محمد بن الحسن ایک ہی دن میں فوت ہوئے تو (نا معلوم) لوگوں نے کہا: آج لغت اور فقہ (دونوں) دفن ہو گئے ہیں (۸)۔

....

(۱) تاریخ بغداد (ج ۲ص ۱۸۰) اس روایت کی سند میں قاضی ابوالعلاء محمد بن علی الواسطی: ضعیف ہے لہذا یہ روایت ضعیف ومردود ہے۔ (۲) تاریخ بغداد (۱۸۰/۲) والکامل لابن عدی (۲۱۸۳/۶) اسکی سند میں ابوبشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی صاحب الکنیٰ ضعیف ہے، لہذا یہ روایت بھی مردود ہے۔ (۳) تاریخ بغداد (۱۸۰/۲، ۱۸۱) یہ سند حسن ہے، محمد بن المظفر پر جرح مردود ہے اور باقی سند صحیح ہے، دیکھئے میزان الاعتدال (۴۳/۴ ت ۸۱۸۳) والاسانید الصحیحہ (ص ۳۰۱) (۴) تاریخ بغداد (۱۸۱/۲) یہ سند صحیح ہے، دیکھئے الاسانید الصحیحہ (ص ۲۴۲) (۵) تاریخ بغداد (۱۸۱/۲) اس کی سند میں ابوعبید محمد بن علی بن عثمان الآجری ہے جو کہ مجہول الحال ہے، دیکھئے میری کتاب ''القول المتین فی الجہر بالتأمین'' (ص ۲۰) (۶) تاریخ بغداد (۱۸۱/۲) اس کی سند صحیح ہے، اور امام دارقطنی کے نزدیک کسی شخص کا متروک نہ ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ دوسرے محدثین کے نزدیک بھی متروک نہیں ہے (۷) تاریخ بغداد (ج ۲ص ۱۸۱) اس کے راوی عبداللہ بن علی بن عبداللہ المدینی کی توثیق نا معلوم ہے، اس کا ذکر تاریخ بغداد (۹/۱۰، ۱۰) میں بغیر کسی توثیق کے موجود ہے، اس کا بھائی محمد بن علی ضرور ثقہ تھا مگر ایک بھائی کے ثقہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا بھائی عبداللہ بھی ضرور ثقہ تھا !! (۸) تاریخ بغداد (۱۸۴/۲) اس کی سند کا ایک راوی ابوعمر الزاهد ہے، وہ جب ثعلب سے روایت کرے تو مجروح ہے دیکھئے تاریخ بغداد (ج ۴ص ۳۵۷ ت ۸۶۵) ولسان المیزان (۲۶۸/۵) لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

”وذكره العقيلي في الضعفاء وقال : حدثنا أحمد بن محمد بن صدقة : سمعت العباس الدوري يقول : سمعت يحي بن معين يقول : جهمي كذاب ۔
ومن طريق أسد بن عمرو ، قال : هو كذاب
ومن طريق منصور بن خالد : سمعت محمداً يقول : لا ينظر في كلامنا من يريد الله تعالىٰ ، ومن طريق عبدالرحمٰن بن مهدي : دخلت عليه ، فرأيت عنده كتاباً ، فنظرت فيه فإذا هو قد أخطأ في حديث وقاس على الخطاء فوقفته على الخطأ ، فرجع وقطع من كتابه بالمقراض عدة أوراق “ (لسان الميزان : ۱۲۲/۵)

اوراسے (امام) عقیلی نے (کتاب) الضعفاء میں ذکر کیا ہے اور کہا: ہمیں احمد بن محمد بن صدقہ نے حدیث بیان کی: میں نے عباس الدوری کوفرماتے سنا کہ: میں نے یحیٰی بن معین کوفرماتے سنا کہ: (محمد بن الحسن) جہمی (اور) کذاب ہے [۱]۔
اور (عقیلی نے) اسد بن عمرو کی سند سے بیان کیا کہ: وہ (محمد الحسن) کذاب ہے [۲]۔
اور (عقیلی نے) منصور بن خالد (کی سند) سے روایت کیا کہ: میں نے محمد (بن الحسن) کو کہتے سنا کہ: جو شخص اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہے وہ ہمارا کلام نہیں دیکھتا (یعنی ہماری کتابیں، ہمارا فقہ نہیں پڑھتا) [۳]
اور (عقیلی نے ہی) (امام) عبدالرحمن بن مھدی سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا: میں اس (محمد بن الحسن) کے پاس گیا تو اس کے پاس کتاب دیکھی، میں نے دیکھا کہ اسے حدیث (کے فہم) میں غلطی لگی ہے اور وہ اس غلطی پر قیاس کر رہا ہے تو میں نے اسے اس کی غلطی بتائی، پس اس نے رجوع کیا اور قینچی کے ساتھ اپنی کتاب سے کئی اوراق کاٹ ڈالے [۴]۔
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا بیان ختم ہوا۔

....

(۱) کتاب الضعفاء للعقیلی (ج ۴ ص ۵۲) وسندہ صحیح ،عباس بن محمد الدوری کا شاگرد احمد بن محمد بن صدقہ ثقہ ہے دیکھئے تاریخ بغداد (۴۰/۵، ۴۱ ت ۲۳۹۵)
(۲) کتاب الضعفاء للعقیلی (۵۴/۴) اسکی سند کے دوراوی فتح بن نعیم البلخی اور محمد بن نعیم البلخی نامعلوم ہیں، لہذا یہ سند مردود ہے۔
(۳) کتاب الضعفاء للعقیلی (۵۴/۴) الکامل لابن عدی (۲۱۸۳/۶) اس کا راوی منصور بن خالد، نامعلوم ہے، لہذا یہ سند مردود ہے۔
(۴) کتاب الضعفاء للعقیلی (۵۴/۴) وسندہ صحیح، عبدالرحمٰن بن عمر: رستہ، ثقہ ہے، لہذا یہ سند صحیح ہے۔

لسان المیزان کے اس طویل بیان کے بعد دیگر معلومات پیش خدمت ہیں۔

۱: امام اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ”لیس بشيء و لا یکتب حدیثه“ (محمد بن الحسن الشیبانی) کچھ چیز نہیں ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ (الکامل لابن عدی: ج۶ ص۲۱۸۳ وسندہ صحیح) اس قول کی سند صحیح ہے، دیکھئے الاسانید الصحیحہ ص۳۰۱، وکتب الرجال۔

امام احمد نے مزید فرمایا: ” لا أروی عنه شیئاً “ میں اس سے کوئی چیز روایت نہیں کرتا۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال للإمام احمد: ج۲ص ۲۵۸ ت۱۸۶۲)

تنبیہ: تاریخ بغداد کی ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل نے باریک مسائل ”محمد بن الحسن“ کی کتابوں سے لئے ہیں! (۱۷۷/۲) اس روایت کے راوی ابوبکر القراطیسی کی توثیق نامعلوم ہے اور دوسرے یہ کہ اس کا تعلق روایتِ حدیث سے نہیں ہے۔

۲: امام عقیلی نے محمد بن الحسن کو اپنی کتاب الضعفاء الکبیر میں ذکر کیا ہے (۵۲/۴-۵۵) اور کسی قسم کو توثیق نہیں کی۔

۳: حافظ ابن حبان نے کہا:

” محمد بن الحسن الشیباني ، صاحب الرأي ...... و کان مرجئاً داعیاً إلیه ، وھو أول من ردّ علی أھل المدینة و نصر صاحبه یعنی النعمان ، و کان عاقلاً لیس في الحدیث بشيء کان یروی عن الثقات و یھم فیھا فلما فحش ذلك منه استحق ترکه من أجل کثرة خطئه لأنه کان داعیةً إلی مذھبھم “

محمد بن الحسن الشیبانی، صاحب الرائے، اور (اہلِ سنت سے خارج) مرجئی تھا اور اس (بدعت) کی طرف دعوت دیتا تھا اس نے سب سے پہلے اہلِ مدینہ پر رد کیا اور اپنے ساتھی یعنی نعمان کی حمایت کی، وہ عقل مند تھا (لیکن) حدیث میں کچھ چیز بھی نہیں جانتا تھا، وہ ثقہ راویوں سے روایتیں بیان کرتا تھا اور ان میں سے اسے وہم ہوتا تھا، جب یہ اوہام زیادہ ہو گئے تو کثرتِ خطاء کی وجہ سے وہ متروک قرار دیئے جانے کا مستحق ہو گیا، اور وہ اس (بدعتِ ارجاء) کا بڑا داعی تھا۔

(کتاب المجروحین: ۲۷۵/۲، ۲۷۶)

۴: جوزجانی (ناصبی صدوق) نے کہا:

” أسد بن عمرو و أبو یوسف و محمد بن الحسن و اللؤلؤي قد فرغ الله منھم “

(احوال الرجال: ص۷۶، ۷۷ ت۹۶-۹۹)

۵: ابن شاہین نے اسے اپنی کتاب ”تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین“ میں ذکر کیا ہے۔ (ص:۱۶۳ ت۵۳۶)

خلاصۃ التحقیق: محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی کو درج ذیل محدثین کرام نے ضعیف و مجروح قرار دیا ہے۔

(۱) یحیٰ بن معین (۲) احمد بن حنبل (۳) النسائی (۴) ابوزرعہ الرازی (۵) عمرو بن علی الفلاس (۶) ابن حبان (۷) العقیلی (۸) جوزجانی (۹) ابن شاہین رحمہم اللہ اجمعین

ان کے مقابلے میں کسی امام سے محمد بن الحسن مذکور کی توثیق صراحۃً ثابت نہیں ہے۔

امام ابن المدینی، امام شافعی، اور دیگر علماء سے مروی ایک ایسی روایت بھی ثابت نہیں ہے، جس میں محمد بن الحسن کو ثقہ یا صدوق لکھا گیا ہو۔

امام دارقطنی اور امام ذہبی کے اقوال جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

تنبیہ: نصب الرایہ للزیلعی میں امام دارقطنی کی کتاب: غرائب مالک سے ایک قول، کانٹ چھانٹ کر نقل کیا گیا ہے (۴۰۸/۱) جب تک اصل کتاب ''غرائب مالک'' یا اس سے منقول پوری عبارت نہ دیکھی جائے، اس مبتور (آدھ کٹے) قول سے استدلال صحیح نہیں ہے، زاہد الکوثری صاحب وغیرہ اس مبتور و مقطوع قول پر بغلیں بجا بجا کر خوشی کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ (مثلاً دیکھئے تأنیب الخطیب: ص ۱۷۸، ۱۸۰)

حالانکہ اگر یہ قول اسی طرح من وعن ''غرائب مالک'' میں دستیاب بھی ہو جائے تو امام ابن معین و امام احمد وغیرہما کی جرح کے مقابلے میں مردود ہے۔

تنبیہ بلیغ: حافظ ذہبی نے گیارہ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ''ترجمۃ الإمام محمد بن الحسن الشیبانی'' لکھا ہے جس میں شیبانی مذکور کی توثیق پر ایک صحیح یا حسن روایت بھی موجود نہیں ہے، اسی طرح کوثری صاحب کا رسالہ ''محمد بن الحسن الشیبانی'' (مطبوعہ آخر تأنیب الخطیب: ص ۱۸۰-۱۸۶) بھی شیبانی مذکور کی صریح و ثابت توثیق سے خالی ہے، بعد والے، شیبانی کا دفاع کرنے والے سب لوگ انہی دونوں کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں، ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے اعلاء السنن کے مقدمے ''قواعد فی علوم الحدیث'' میں محمد بن الحسن کے دفاع کی ناکام کوشش کی ہے جس کا کافی وشافی جواب ہمارے استاد محترم ابومحمد بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ نے عظیم الشان کتاب ''انما الزکن فی تنقید انھاء السکن'' میں دے دیا ہے یہ کتاب ''نقض قواعد فی علوم الحدیث'' کے نام سے چھپ چکی ہے۔ (دیکھئے ص ۲۹۶ تا ۳۰۱)

محمد بن الحسن الشیبانی کی تصانیف:

شیبانی مذکور سے درج ذیل کتابیں منسوب ہیں۔

۱: کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ
۲: الموطا
۳: الآثار
۴: الجامع الصغیر
۵: السیر الصغیر
۶: السیر الکبیر وغیرہ۔

کتاب الآثار کا بنیادی راوی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی ہے، دیکھئے کتاب الآثار مترجم اردو: ص ۲۷، ترجمہ و

فوائد ابوالفتح عزیزی، مطبوعہ: سعید اینڈ سنز: تاجران کتب، قرآن محل، بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔

عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی: کذاب ومجروح ہے۔

دیکھئے میزان الاعتدال (ج۲ص۴۹۶ت ۴۵۷۱) ولسان المیزان (۳۴۸/۳، ۳۴۹)

مؤطا محمد بن الحسن کی سند نا معلوم ہے، اگر شاہ ولی اللہ الدھلوی کی کتاب " **اتحاف النبیه فیما یحتاج إلیه المحدث والفقیه** " کی سند کو مدِ نظر رکھا جائے تو بھی مؤطا محمد بن الحسن الشیبانی: ثابت نہیں ہے، اس سند کا راوی علی بن الحسین بن ایوب: نامعلوم ہے، حسین بن محمد بن خسرو البلخی، معتزلی، غیر موثق، فیہ لین (یعنی ضعیف) ہے۔ دیکھئے لسان المیزان (۳۱۲/۲)

تیسرا راوی محمود بن عمر الزمخشری مشہور گمراہ معتزلی تھا اور نیک بنا ہوا تھا، دیکھئے میزان الاعتدال (۷۸/۴) چوتھا راوی موفق الدین احمد بن محمد خطیب خوارزم معتزلی غیر موثق ہے، پانچواں راوی ابوالمکارم المطرزی بہت بڑا معتزلی تھا، غرض یہ سند **ظلمات بعضها فوق بعض** ہے۔

خلاصہ یہ کہ شیبانی سے منسوب المؤطا اور کتاب الآثار دونوں غیر ثابت کتابیں ہیں جنہیں کذابین اور معتزلیوں وغیرہم نے گھڑ لیا ہے۔

نتیجة التحقیق : محمد بن الحسن الشیبانی کذاب، ضعیف اور مردود الروایہ ہے، اس سے منسوب کتابیں باسند صحیح و حسن ثابت نہیں ہیں۔

اختتام: آخر میں دیوبندی و بریلوی وحنفی حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ وہ غصہ تھوکتے ہوئے، اصولِ حدیث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، اپنے صاحبین والے "امام" محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی کی توثیق ثابت کرنے کی کوشش کریں اور اس سے منسوب کتابوں کی اس تک اصل اسانید پیش کر کے ان اسانید کو ثابت کر دیں، اگر وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئے تو شکریہ کے ساتھ اسے قبول کر کے "الحدیث" میں شائع کر دیا جائے گا۔

وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی

(۷ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ بمطابق: ۲۶ جون ۲۰۰۴ء)

حافظ زبیر علی زئی

قاضي أبو يوسف: جرح وتعدیل کی میزان میں

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله الأمین ، أما بعد:

قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن حبیش ،صاحب الإمام ابی حنیفہ،ان کے بارے میں جرح وتعدیل کے اماموں کا اختلاف ہے۔معدلین (تعدیل کرنے والے) اوران کی تعدیل درج ذیل ہے۔

(۱)الإمام ابوعبدالرحمٰن النسائی رحمہ اللہ=أبو یوسف القاضي: ثقة (الطبقات آخر کتاب الضعفاء ص۳۱۰،الطبعة الهندیة)

(۲)ابن حبان البستی =وکان شیخاً متقناً إلخ (کتاب الثقات ۷/۶۴۵)

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:" **لسنا ممن یوهم الرعاع ما لا یستحله ولا ممن یحیف بالقدح فی إنسان وإن کان لنا مخالفاً، بل نعطي کل شیخ حظه مما کان فیه ، ونقول في کل إنسان ما کان یستحقه من العدالة والجرح ، أدخلنا زفراً وأبا یوسف بین الثقات لما تبین عندنا من عدالتهما فی الأخبار ، وأدخلنا من لا یشبههما فی الضعفاء مما صح عندنا مما لا یجوز الإحتجاج به** "

ہم (محدثین) ایسے نہیں ہیں جیسا کہ گھٹیا لوگ (ہمارے بارے میں) شبہ ڈالتے رہتے ہیں، جسے وہ (اپنے لئے بھی) حلال نہیں سمجھتے۔اگرچہ کوئی انسان ہمارا مخالف بھی ہو، ہم اس کے بارے میں ظالمانہ جرح کے قائل نہیں ہیں، ہم ہر انسان کے بارے میں جرح وتعدیل کے لحاظ سے وہی بات کہتے ہیں جس کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ہم نے زفر (بن الھذیل) اورابو یوسف کو ثقہ راویوں میں اس لئے داخل کیا ہے کہ روایات میں ان کی عدالت (سچائی) ہمارے نزدیک ثابت ہے،اور جولوگ (عدالت میں) ان کے مشابہ نہیں ہیں ہم نے انہیں اُن ضعیف راویوں میں شامل کیا ہے جن سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔ (کتاب الثقات ج۷ص۶۴۶)

معلوم ہوا کہ امام ابن حبان اور محدثین کرام بحیثیت مجموعی میزانِ عدل اور انصاف پر گامزن تھے۔بعض مستثنیات اور اخطاء کی وجہ سے محدثین کے خلاف پروپیگنڈا شروع کردینا بقول ابن حبان رحمہ اللہ گھٹیا لوگوں کا کام ہے۔

زکریا کاندھلوی دیوبندی تبلیغی لکھتے ہیں:" ان محدثین کا ظلم سنو! " (تقریر بخاری ج۳ص۱۰۴)!

تنبیہ: حافظ ابن حبان کی توثیق تین حالتوں میں رد ہو جاتی ہے۔

اول: جمہور کے خلاف ہو۔

دوم: مجہول اور مستور راویوں کی توثیق میں تفرد ہو۔

سوم: جرح وتعدیل باہم متعارض ہو۔ (دیکھئے میزان الاعتدال ۲/ ۵۵۲ ت ۴۸۲۹)

(۳) محمد بن الصباح الجرجرائی = فكان أبو يوسف رجلاً صالحاً وكان يسرد الصوم ابو یوسف نیک آدمی تھے اور مسلسل روزے رکھتے تھے۔ (کتاب الثقات لابن حبان ۷/ ۶۴۶، ۶۴۷ وسندہ حسن)

اس روایت میں ابن حبان کا استاد عبداللہ بن محمد بن قحطبہ بن مرزوق ہے جس سے حافظ ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں تقریباً ساٹھ روایتیں بیان کی ہیں۔ ابوالشیخ الاصبہانی بھی اس سے روایت کرتے ہیں (کتاب الأمثال: ۲۹۸)

یہ راوی ابن حبان کے استادوں میں سے ہے، ابن قحطبہ کی توثیق ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں ان سے روایتیں لے کر کر دی ہے اور یہ توثیق کا درجہ ثانیہ ہے دیکھئے التنکیل للیمانی رحمہ اللہ (ج ا ص ۴۳۷ ترجمۃ محمد بن حبان) لہذا یہ راوی حسن الحدیث علی الاقل ہے۔

(۴) عمرو بن محمد بن بکیر الناقد = لاأرى أن أروي عن أحد من أصحاب الرأي إلا أبو يوسف فإنه كان صاحب سنة (الکامل لابن عدي، طبعۃ جدیدۃ ۸/ ۴۶۶ واللفظ لہ وسندہ صحیح، تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۵۳ ت ۷۵۵۸ وسندہ صحیح)

(۵) یحیٰی بن معین = أبو يوسف القاضي لم يكن يعرف الحديث وهو ثقة (تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۵۹ وسندہ صحیح)

لم يكن يعرف بالحديث (تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۵۹ وسندہ حسن، الضعفاء للعقیلی ۴/ ۴۳۸، ۴۳۹ وسندہ حسن)

أنبل من أن يكذب (تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۵۹ وسندہ صحیح) كتبت عن أبي يوسف وأنا أحدث عنه (تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۵۹ وسندہ صحیح) ليس فی أصحاب الرأي أحد أكثر حديثاً ولا أثبت من أبي يوسف (الکامل ۸/ ۴۶۶ وسندہ صحیح) نیز دیکھئے جارحین اور ان کی جرح: ۱

(۶) ابن عدی الجرجانی = وإذا روى عنه ثقة و يروي هو عن ثقة فلا بأس به وبرواياته (الکامل ۸/ ۴۶۸)

o احمد بن کامل القاضی = ولم يختلف يحيى بن معين وأحمد بن حنبل وعلي بن المديني فی ثقته فی النقل (أخبار أبي حنيفة وأصحابہ لحسين بن علي الصيمری ص ۹۰ وتاریخ بغداد ۱۴/ ۲۴۳)

احمد بن کامل القاضی بذاتِ خود ضعیف ہے، کسی قابلِ اعتماد محدث سے اس کی معتبر توثیق ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے الحدیث: ۲ ص ۲۵ وسوالات السہمی (۱۷۶)

o طلحہ بن محمد بن جعفر = وأبو يوسف مشهور الأمر ظاهر الفضل وهو صاحب أبي حنيفة و أفقه أهل عصره، ولم يتقدمه أحد فی زمانه وكان النهاية فی العلم والحكم والرياسة والقدر وأول من وضع الكتب في أصول الفقه على مذهب أبي حنيفة وأملى المسائل ونشرها وبث علم أبي حنيفة فی أقطار الأرض " (تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۴۵، ۲۴۶)

طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد بذاتِ خود جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، ازہری نے کہا: ضعيف فی روايته و فی مذهبه، دیکھئے تاریخ بغداد (۹/ ۳۵۱ ت ۴۹۰۸) یہ شخص پکا معتزلی بلکہ اعتزال کی طرف دعوت دینے والا تھا دیکھئے

لسان المیزان (۲۱۲/۳) ومیزان الاعتدال (۳۴۲/۲)
لہذا ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا "صحیح السماع" ہونا چنداں مفید نہیں ہے بلکہ یہ شخص قولِ راجح میں مردود الروایہ ہے محمد بن ابی الفوارس، حسن بن محمد الخلال اور الازہری کی جرح کے بعد حافظ ذہبی کی تعدیل خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔

o ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل بن عمرو بن مسلم المزنی ="**عن جعفر بن یٰس قال: كنت عند المزني ، فوقف عليه رجل فسأله عن أهل العراق فقال له : ما تقول في أبي حنيفة؟ فقال: سيدهم، قال: فأبو يوسف ؟ قال: أتبعهم للحديث ، قال: فمحمد بن الحسن ؟ قال: أكثرهم تفريعاً ، قال: فزفر ؟ قال: أحدهم قياساً**" (تاریخ بغداد ۲۴۶/۱۴، وسندہ ضعیف)
اس روایت کے راوی جعفر بن یاسین کے حالات نامعلوم ہیں۔ اس کا شاگرد محمد بن ابراہیم بن حبیش البغوی غیر موثق ہے، اس کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: **لم يكن بالقوي** (المؤتلف والمختلف ۶۸۹/۲) یہی جرح امیر ابونصر بن ماکولا نے اس راوی پر کی ہے۔ (الاکمال ۳۳۴/۲) یعنی یہ قول امام مزنی صاحب الشافعی سے ثابت ہی نہیں ہے۔

o علی بن عبداللہ بن جعفر المدینی =**قدم أبويوسف ......وكان صدوقاً إلخ**
(تاریخ بغداد ۲۵۵/۱۴ وسندہ ضعیف)
اس کا راوی عبداللہ بن علی بن عبداللہ المدینی غیر موثق و مجہول الحال ہے، اس کا ذکر تاریخ بغداد (۹/۱۰، ۱۰ ت ۵۱۱۹) وسوالات حمزۃ السہمی (۳۲۳) میں بغیر کسی جرح و توثیق کے موجود ہے۔ امام دارقطنی کا ایک قول اس راوی کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے (دیکھئے سوالات حمزہ السہمی: ۳۸۷ ونصب العماد فی تحقیق: الحسن بن زیاد ص ۳)

o وکیع بن الجراح =" **كيف يقدر أبوحنيفة يخطئ ومعه مثل أبي يوسف وزفر في قياسهما ومثال يحيى بن أبي زائدة وحفص بن غياث و حبان و مندل في حفظهم الحديث والقاسم بن معن في معرفته باللغة والعربية وداود الطائي وفضيل بن عياض في زهدهما وورعهما؟ من كان هؤلاء جلساء ه لم يكد يخطئ لأنه إن أخطأ ردوه** " (تاریخ بغداد ۲۴۷/۱۴ وسندہ ضعیف)
اس کا راوی نجیح بن ابراہیم ہے غالباً یہ وہی راوی ہے جسے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کر کے لکھا: "**يغرب**" وہ غریب روایتیں بیان کرتا ہے (۲۲۰/۹ ولسان المیزان ۱۴۹/۶) صحیح ابن حبان میں اس کی کوئی روایت نہیں ہے۔ مسلمہ بن قاسم (ضعیف مشبہہ) نے کہا: **وهو ضعيف** (لسان ۱۴۹/۶ ونسخہ محققہ ۱۷۱/۷)
خلاصہ یہ کہ یہ راوی (نجیح بن ابرہیم) مجہول الحال ہے۔ ابن کرامہ سے مراد اگر محمد بن عثمان بن کرامہ نہیں تو معلوم نہیں کہ یہ کون ہے؟

تنبیہ بلیغ: اگر یہ قول امام وکیع رحمہ اللہ سے ثابت تسلیم کر لیا جائے تو پھر ان کے دوسرے اقوال کی وجہ سے یہ منسوخ ہے۔ امام وکیع نے فرمایا: " **نا أبو حنيفة أنه سمع عطاء ، إن كان سمعه** "ہمیں ابوحنیفہ نے بتایا کہ اس نے عطاء سے سنا ہے، اگر اس نے سنا ہے تو! (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۴۴۹/۸ وسندہ صحیح، العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲

وسندہ صحیح، الأسانید الصحیحۃ فی أخبار الإمام أبی حنیفۃ ص ۲۹۳)

امام وکیع نے فرمایا:"ولقد اجترأ أبو حنيفة حين قال : الإيمان قول بلا عمل " اور یقیناً ابوحنیفہ نے بڑی جرأت کی جب یہ کہا کہ ایمان قول ہے عمل نہیں ہے۔ (الانتقاء لابن عبدالبر ص ۱۳۸ وسندہ صحیح)

امام وکیع نے فرمایا: " وجدنا أبا حنيفة خالف مائتي حديث "ہم نے ابوحنیفہ کو دوسو حدیثوں کا مخالف پایا۔
(تاریخ بغداد ۱۳/ ۴۰۷ وسندہ صحیح ، ومن طریقہ رواہ ابن الجوزی فی المنتظم ۸/ ۳۷ مختصراً ، ورواہ الساجی فی العلل کما فی الانتقاء ص ۱۵۱) نیز دیکھئے اقوال جرح (۹)

ان اقوال سے ظاہر ہے کہ نجیح بن ابراہیم کا بیان کردہ قول - اگر صحیح ثابت ہوجائے تو منسوخ ہے۔

o شعیب بن اسحاق بن عبدالرحمٰن الدمشقی ="لأبي يوسف أن يأخذ على الأئمة وليس على الأئمة أن يأخذوا على أبي يوسف لعلمه بالآثار" (الکامل لابن عدی ۸/ ۴۶۶ وسندہ ضعیف)

اس سند کا ایک راوی ہشام بن عمار ثقہ اور صحیح بخاری کا راوی ہے لیکن اسے آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا، ابوحاتم الرازی نے کہا:" لما كبر تغير وكلما دفع إليه قرأه وكلما لقن تلقن وكان قديماً أصح ، كان يقرأ من كتابه "(الجرح والتعدیل ۹/ ۶۶، ۶۷) صحیح بخاری میں اور اختلاط سے پہلے اس کی ساری روایتیں صحیح ہیں لیکن جعفر بن احمد بن عاصم (اس روایت کے راوی) کے بارے میں کوئی حوالہ ایسا نہیں ملا کہ اس کا سماع ہشام بن عمار سے قبل از اختلاط ہے لہذا یہ سند ہشام بن عمار کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۷) ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی = وأبو يوسف ثقة إذا كان يروي عن ثقة (السنن الکبریٰ ۱/ ۳۴۷ ومعرفۃ السنن والآثار ۱/ ۳۸۱)

(۸) ابوعبداللہ الحاکم = وثقه فی المستدرک (۱/ ۳۷۷ ح ۱۳۹۵)

(۹) الذہبی = حسن الحديث (تلخیص المستدرک ۱/ ۳۷۷)

(۱۰) محمد بن جریر الطبری = " كان أبو يوسف ......فقيهاً عالماً حافظاً "(الانتقاء لابن عبدالبر ص ۱۷۲، اس میں ابن عبدالبر کا استاد احمد بن محمد بن احمد؟ غیر متعین ہے واللہ اعلم)

تنبیہ: امام دارقطنی کے قول کا ذکر آگے اقوالِ جرح میں آرہا ہے، ان شاء اللہ العزیز۔ ان اقوالِ تعدیل کے علاوہ کوئی صحیح السند یا حسن قول میرے علم میں نہیں ہے جس سے قاضی ابویوسف کی تعدیل وتعریف ثابت ہوئی ہو۔ واللہ اعلم

یہاں بطورِ احتیاط چند سطریں خالی چھوڑ رہا ہوں تا کہ اگر کسی شخص کو محدثین کرام سے باسند صحیح وحسن قاضی ابویوسف کی تعدیل وتوثیق مل جائے تو وہ یہاں اضافہ کرلے۔

....

....

....

☆اب جارحین اوران کی جرح درج ذیل ہے۔

(۱) یحییٰ بن معین = **لا یکتب حدیثہ** ،اس (ابو یوسف) کی حدیث نہ لکھی جائے (الکامل لابن عدی ۲۶۶/۸ وسندہ صحیح وتاریخ بغداد ۲۵۸/۱۴ علان ھو علی بن احمد بن سلیمان ، ترجمتہ فی سیر أعلام النبلاء ۴۹۶/۱۴ وقول ابن یونس:" وفی خلقہ زعارۃ" لاعلاقۃ لہ بالحدیث فھو مردود)

اس قول سے معلوم ہوا کہ یحیی بن معین سے توثیق والی روایات منسوخ ہیں ۔ واللہ اعلم

(۲) عبداللہ بن المبارک المروزی = قال: " **إني لأكره أن أجلس في مجلس يذكر فيه يعقوب** " کہا: میں ایسی مجلس میں بیٹھنا مکروہ سمجھتا ہوں جس مجلس میں یعقوب (ابو یوسف) کا (اچھا) ذکر کیا جائے (کتاب المعرفۃ والتاریخ للإمام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۲ ص ۷۸۹ وسندہ صحیح)

ایک آدمی نے امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے اسے مسئلہ بتایا، وہ آدمی بولا: ابو یوسف اس مسئلے میں آپ کے مخالف ہیں تو ابن المبارک نے فرمایا: " **إن كنت صليت خلف أبي يوسف فانظر صلاتک** " اگر تم نے ابو یوسف کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو اپنی نماز دیکھو، یعنی اس کا اعادہ کرلو (کتاب الضعفاء للعقیلی ۴۴۱/۴ وسندہ صحیح ، الھیثم بن خلف ثقۃ وجرح الإسماعیلی فیہ مردود) عبدہ بن سلیمان المروزی کہتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ یہ دیکھا کہ ابن المبارک جب ابو یوسف کا ذکر کرتے تو اس کی دھجیاں اڑادیتے (یعنی شدید جرح کرتے) اور ایک دن آپ نے اس (ابو یوسف) کے بارے میں فرمایا: ان لوگوں میں سے کسی نے اپنے باپ کی جماع شدہ لونڈی (یعنی سوتیلی ماں) سے عشق کیا پھر اس نے ابو یوسف سے مسئلہ پوچھا تو اس نے کہا: اس لونڈی کو سچا نہ سمجھو (یعنی اس سے نکاح کرلو) پس وہ آدمی ابو یوسف کے لئے حصے مقرر کرنے لگا یا ابن المبارک اس (ابو یوسف) پر شدید جرح کرنے لگے (الضعفاء للعقیلی ۴۴۴/۴ وسندہ حسن)

(۳) عبداللہ بن ادریس الکوفی =" **كان ......وأبو يوسف فاسقاً من الفاسقين** " اور ابو یوسف فاسقوں میں سے ایک فاسق تھا۔ (الضعفاء للعقیلی ۴۴۰/۴ وسندہ صحیح)

عبداللہ بن ادریس فرماتے ہیں کہ : " **رأيت أبا يوسف والذي ذهب بنفسه بعد موته في المنام يصلي على غير القبلة وسمعت وكيعاً وسأله رجل عن مسألة فقال الرجل: إن أبا يوسف يقول " كذا وكذا، فحرک رأسه وقال: أما تتقي الله ، بأي يوسف تحتج عندالله** "

میں نے ابو یوسف کو اس کے مرنے کے بعد ، خواب میں دیکھا وہ قبلہ کے بغیر دوسری طرف نماز پڑھ رہا تھا، اور (یحیی بن محمد بن سابق نے کہا) میں نے ایک آدمی کو وکیع سے مسئلہ پوچھتے ہوئے سنا تو اس آدمی نے کہا: ابو یوسف تو یہ بات کہتے ہیں !وکیع نے (غصے سے) سر ہلاتے ہوئے کہا: کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو اللہ کے سامنے ابو یوسف سے حجت پکڑے گا؟ (الضعفاء للعقیلی ۴۴۲/۴ وسندہ صحیح، یحیی بن محمد بن سابق روی عنہ جماعۃ وقال الذھبی فی الکاشف: ثقۃ)

(۴) یزید بن ہارون =" **لا يحل الرواية عنه ، إنه كان يعطى أموال اليتامى مضاربة ويجعل الربح**

لـنفسـه"اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، یہ(ابو یوسف) تیموں کے مال بطور مضاربت (تجارت میں) لگا تا اور اس کا نفع خود کھا جاتا تھا۔ (الضعفاء للعقیلی ۴۴۰/۴ وسندہ صحیح ،تاریخ بغداد ۲۵۸/۱۴ وسندہ صحیح)

(۵) مالک بن انس المدنی = ایک دفعہ مالک بن انس مدینہ میں امیر المؤمنین ہارون (الرشید) کے پاس گئے، وہاں ابو یوسف بھی تھے۔اس (خلیفہ) نے دو دفعہ کہا: اے ابو عبداللہ (مالک بن انس)! یہ قاضی ابو یوسف ہیں۔(امام مالک نے فرمایا) میں نے کہا: جی ہاں اے امیر المؤمنین !اور میں نے (قاضی) ابو یوسف کی طرف دیکھا تک نہیں۔اس نے دو یا تین دفعہ کہا۔ابو یوسف بولا: اے ابو عبداللہ! اس مسئلے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا: اے فلان! اگر تو نے مجھے دیکھا کہ میں باطل لوگوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ہوں تو وہاں آ کر مجھ سے (مسئلے) پوچھنا (الضعفاء للعقیلی ۴۴۱/۴ وسندہ صحیح ،عبداللہ بن احمد بن شبویہ، مستقیم الحدیث /الثقات لابن حبان ۳۶۶/۸ ولہ ترجمۃ فی تاریخ بغداد ۳۷۱/۹ وغیرہ) معلوم ہوا کہ امام مالک کے نزدیک قاضی ابو یوسف اہلِ باطل میں سے تھے۔واللہ اعلم

(۶) سفیان الثوری الکوفی = عبیداللہ بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری کے سامنے ابو یوسف اور (......) کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: " ومـن هـؤلاء ثـم ومـاهـؤلاء " اور یہ لوگ کون ہیں؟اور یہ لوگ کیا ہیں؟ (کتاب المعرفۃ والتاریخ ۷۹۱/۲ وسندہ صحیح)

(۷) سفیان بن عیینہ المکی = سفیان بن عیینہ ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ابو یوسف ایک مدت تک مجھ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھتا رہا لیکن میں اسے اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا کہ اسے حدیث سنائی جائے۔ایک دن ہم (امیر المؤمنین) ہارون (الرشید) کے پاس تھے، ابو یوسف نے اس سے کہا: اس کے پاس ایک اچھی (حسن) حدیث ہے، آپ اس سے پوچھیں۔پس خلیفہ نے پوچھا تو میں نے اسے حدیث سنا دی، پس اس حدیث کو ابو یوسف نے چُرا لیا۔ (الضعفاء للعقیلی ۴۴۳/۴ وسندہ صحیح)

(۸) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری = تــركـوه یعنی محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے۔(التاریخ الکبیر ۳۹۷/۸)
تركه يحيى و عبدالرحمن ووكيع وغيرهم (الضعفاء الصغیر: ۴۲۵ وتحفۃ الأقویاء ص ۱۲۲)

(۹) وکیع بن الجراح = دیکھئے جرح عبداللہ بن ادریس (۳)

(۱۰) ابوزرعۃ الرازی = **ذكره في كتابه** (کتاب الضعفاء: ۶۷۲/۲ ص ۳۷۶ ج ۲) وقال:" **يعقوب بن إبراهيم أبو يوسف الذي كان على القضاء يعني صاحب أبي حنيفة** "

تنبیہ: ابوزرعہ نے کہا: **وكـان ابـو يـوسـف جـهـمـيـاً بيـن التجهم** (النصف الآخر من کتاب الضعفاء والکذابین والمتروکین من رواۃ الحدیث ۵۷۰/۲) جبکہ تاریخ بغداد میں ہے کہ ابوزرعہ نے کہا:" **وكـان أبو يوسف سليماً من التجهم** "(۲۷۹/۱۴ ت ۵۹۳ وسندہ صحیح) یہ دونوں اقوال باہم متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط ہو گئے ہیں۔واللہ اعلم

(۱۱) ابوحاتم الرازي = **يكتب حديثه وهو أحب إلي من الحسن اللؤلؤي** (الجرح والتعدیل ۲۰۲/۹)
ابن ابی حاتم کے نزدیک جو شخص صرف" **يكتب من حديثه** "ہووہ" **لا يحتج بحديثه في الحلال والحرام** "

ہوتا ہے دیکھئے تقدمۃ الجرح والتعدیل (۱/۷) یعنی اس کی حدیث حجت نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس حافظ ذہبی فرماتے ہیں:
" **وقال أبو حاتم : يكتب حديثه مع أن قول أبي حاتم هذا ليس بصيغة توثيق ولا هو بصيغة اهدار** " ابوحاتم نے کہا: اس کی حدیث لکھی جاتی ہے، ابوحاتم کا یہ قول نہ تو صیغہ توثیق ہے اور نہ صیغہ ابطال (یعنی شدید جرح) دیکھئے میزان الاعتدال (۴/۳۴۵ ترجمۃ الولید بن کثیر المزنی)
حافظ ابن عدی فرماتے ہیں: " **وقول يحيى بن معين : يكتب حديثه ، معناه أنه في جملة الضعفاء الذين يكتب حديثهم** " اور یحییٰ بن معین کے قول: **يكتب حديثه** کا مطلب یہ ہے کہ یہ راوی ان ضعیف راویوں میں شامل ہے جن کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ (الکامل ۱/۳۹۴ ترجمۃ ابراہیم بن ہارون الصنعانی) یعنی ضعیف تو ہے اور متروک نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اگر " **يكتب حديثه** " سے پہلے یا بعد توثیق لکھی ہوئی ہو تو وہ مستثنیٰ ہے یعنی وہاں توثیق سمجھی جائے گی۔
(۱۲) احمد بن حنبل = **صدوق ولكن من أصحاب أبى حنيفة لاينبغي أن يروى عنه شيء** (الجرح والتعدیل ۹/۲۰۱ وسندہ صحیح) **وأنا لا أحدث عنه** (تاریخ بغداد ۱۴/۲۵۹ وسندہ صحیح)
تنبیہ: امام احمد کا ایک قول ہے: " **وكان منصفاً في الحديث** " اور وہ (ابویوسف) حدیث میں منصف (درمیانہ) تھا۔ (تاریخ بغداد ۱۴/۲۶۰ وسندہ صحیح) یعنی وہ روایت حدیث میں آدھے راستے پر تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ " **وكان يعقوب أبو يوسف متصفاً في الحديث** " (تاریخ بغداد ۹/۱۷۲ وسندہ صحیح) حافظ ابن حجر نے اسے " **كان أبو يوسف مضعفاً في الحديث** " کے الفاظ سے نقل کیا ہے (لسان المیزان ۵/۱۲۲ والحدیث حضرو: شمارہ ۷ ص ۱۵)
یہ متعارض و مختلف اقوال " **لا أحدث عنه** " اور " **لاينبغي أن يروى عنه شيء** " کی رو سے منسوخ و ساقط الاحتجاج ہیں۔ واللہ اعلم
(۱۳) شریک بن عبداللہ القاضی = یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ ابو یوسف نے شریک کے سامنے گواہی دی تو انہوں نے اسے مردود قرار دیا۔ میں نے کہا: آپ نے ابو یوسف کی گواہی کو رد کر دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جو شخص نماز کو ایمان میں سے نہ سمجھے کیا میں اس کی گواہی رد نہ کروں؟ (الضعفاء للعقیلی ۴/۴۴۱ وسندہ صحیح)
معلوم ہوا کہ قاضی شریک الکوفی کے نزدیک قاضی ابو یوسف مردود الشہادت یعنی ساقط العدالت تھے۔ علی بن حجر کہتے ہیں کہ ایک دن ہم شریک کے پاس تھے تو انہوں نے فرمایا: " **من ذكر هاهنا من أصحاب يعقوب فأخرجوه** " (الضعفاء للعقیلی ۴/۴۴۲ وسندہ صحیح) یعنی اگر قاضی ابو یوسف کے ساتھیوں میں سے کوئی یہاں موجود ہے تو اسے باہر نکال دو۔
قاضی شریک مختلف فیہ راوی ہیں جمہور نے ان کی توثیق کی ہے اگر وہ سماع کی تصریح کریں اور اختلاط سے پہلے والی روایت ہو تو حسن الحدیث ہیں، دیکھئے میری کتاب " الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین " (۲/۵۶، وھو من المرتبۃ الثالثۃ فی القول الراجح)
(۱۴) ابوحفص عمرو بن علی الفلاس = **أبو يوسف صدوق كثير الغلط** (تاریخ بغداد ۱۴/۲۶۰ وسندہ صحیح)

(۱۵)ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی = آپ نے قاضی ابو یوسف کے بارے میں فرمایا:" أعور بين عميان "اندھوں میں کانا(تاریخ بغداد۱۴/۲۶۰ وسندہ صحیح)هو أقوى من محمد بن الحسن (سوالات البرقانی:۵۶۷)یعنی محمد بن الحسن کی بہ نسبت قاضی ابو یوسف زیادہ قوی ہے۔
تنبیہ: دارقطنی کے قول "اندھوں میں کانا" سے معلوم ہوا کہ محمد بن الحسن الشیبانی ان کے نزدیک اندھا تھا، نیز دیکھئے الحدیث: شمارہ ۷ص ۱۹،۱۶

(۱۶)ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی=أسد بن عمرو و أبو يوسف و محمد بن الحسن و اللؤلوي قد فرغ الله منهم (أحوال الرجال ص ۷۶، ۷۷ ت ۹۶ تا ۹۹)

(۱۷) سعید بن منصور=سعید بن منصور فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ابو یوسف سے کہا: ایک آدمی نے مسجد عرفہ (عرنہ والے حصے) میں امام کے ساتھ نماز پڑھی، پھر امام کے (مزدلفہ کی طرف) واپس ہونے تک وہیں رکا رہا، اس کا کیا مسئلہ ہے؟ ابو یوسف نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے۔ تو اس آدمی نے (تعجب سے) کہا: سبحان اللہ! ابن عباس فرماتے ہیں کہ جو شخص عرنہ سے واپس لوٹ آئے تو اس کا حج نہیں ہوتا، مسجد عرفہ تو وادی عرنہ کے درمیان ہے (اب جدید توسیع کے بعد عرفات کا کچھ حصہ بھی اس مسجد میں شامل کر دیا گیا ہے) ابو یوسف نے کہا: علامتیں (احکام) آپ جانتے ہیں اور فقہ ہم جانتے ہیں۔ وہ آدمی بولا: جب آپ اصل ہی نہیں جانتے تو فقیہ کس طرح ہو سکتے ہیں؟
(کتاب المعرفۃ والتاریخ ۲/۷۹۰ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۱۴/۲۵۶ وسندہ صحیح)

(۱۸)ابوجعفر العقیلی = آپ نے قاضی ابو یوسف کو کتاب الضعفاء میں ذکر کر کے جروح نقل کی ہیں۔ دیکھئے ج ۴ ص ۴۳۸ تا ۴۴۴

(۱۸)محمد بن سعد="وكان يعرف بالحفظ للحديث......ثم لزم أبا حنيفة النعمان بن ثابت فتفقه و غلب عليه الرأي و جفا الحديث " وہ حفظ حدیث کے ساتھ معروف تھا...... پھر اس نے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کی شاگردی کی تو فقہ سیکھی اور اس پر رائے غالب آ گئی اور اس نے حدیث کے ساتھ ظلم کیا۔ (طبقات ابن سعد ۷/۳۳۰)

(۲۰)الذہبی(!)=ذكره في ديوان الضعفاء والمتروكين (۲/۴۶۶ت ۴۷۶۶)
تنبیہ: ذہبی نے دیوان الضعفاء میں ابو یوسف کا کوئی دفاع نہیں کیا۔ جبکہ تلخیص المستدرک میں اسے "حسن الحدیث" کہا ہے۔ یہ دونوں تحقیقات باہم متعارض ہو کر ساقط ہو گئیں۔

قاضی ابو یوسف پر امام ابوحنیفہ کی جرح

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ نے قاضی ابو یوسف سے کہا:" إنكم تكتبون في كتابنا ما لا نقوله "تم ہماری کتاب میں وہ باتیں لکھتے ہو جو ہم نہیں کہتے۔ (الجرح والتعدیل ۹/۲۰۱ وسندہ صحیح)
ایک روایت میں آیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: " ألا تعجبون من يعقوب ، يقول عليّ مالا أقول " کیا تم

یعقوب (ابو یوسف) پر تعجب نہیں کرتے، وہ میرے بارے میں ایسی باتیں کہتا ہے جو میں نہیں کہتا۔ (التاریخ الصغیر / الأوسط للبخاری ۲/۲۰۹، ۲۱۰ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے شاگرد قاضی ابو یوسف کو کذاب سمجھتے تھے۔

امام مسلم بن الحجاج النیسابوری، صاحب الصحیح فرماتے ہیں: **" أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم من أهل الرأي ، القاضي سمع الشيباني "** (کتاب الکنیٰ والأسماء قلمی ص ۱۲۲)

خلاصۃ التحقیق: اس تمام تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ قاضی ابو یوسف روایتِ حدیث میں ضعیف ہیں کیونکہ جمہور محدثین نے انہیں ضعیف و مجروح قرار دیا ہے۔

قاضی ابو یوسف سے منسوب کتابیں

قاضی ابو یوسف سے درج ذیل کتابیں منسوب ہیں:

(۱) کتاب الآثار مطبوع دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان (بتعلیق ابی الوفاء الأفغانی - أحد الضعفاء والمتروکین فی القرن الرابع عشر الهجري)

یہ کتاب **" يوسف بن أبي يوسف عن أبيه "** کی سند سے مطبوع ہے دیکھئے (ص ۱)

یوسف بن ابی یوسف الفقیہ کا ذکر بغیر کسی جرح و تعدیل کے درج ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

تاریخ بغداد (۱۴/۲۹۶ ت ۷۶۰۷) طبقات ابن سعد (۷/۳۳۷) الجرح والتعدیل (۹/۲۳۴) تاریخ الاسلام للذہبی (۱۳/۴۸۸) الجواہر المضیئہ لعبد القادر القرشی (۲/۲۳۴، ۲۳۵)

لہذا یہ شخص مجہول الحال ہے۔ قاضی محمد بن خلف بن حیان سے منسوب کتاب " أخبار القضاۃ" میں لکھا ہوا ہے کہ:

" أخبرني إبراهيم بن عثمان قال: حدثني عبدالله بن عبدالكريم أبو عبدالله الحواري قال: كان يوسف بن أبى يوسف عفيفاً مأموناً صدوقاً......" إلخ (ج ۳ ص ۲۵۶، ۲۵۷)

ابراہیم بن (ابی) عثمان اور عبداللہ بن عبدالکریم دونوں بلحاظ جرح و تعدیل نامعلوم ہیں۔ لہذا یہ توثیق مردود ہے۔

کتاب الآثار کے مطبوعہ نسخے میں یوسف بن ابی یوسف سے نیچے سند غائب ہے۔

نتیجہ: قاضی ابو یوسف سے باسند صحیح کتاب الآثار ثابت ہی نہیں ہے۔ قاضی ابو یوسف سے ایک اور غیر ثابت سند منسوب ہے جس کے لئے خوارزمی (غیر موثق) نے ایک سند فٹ کر رکھی ہے۔ دیکھئے جامع المسانید (۱/۷۵) اس میں ابوعروبہ سے منسوب دادا عمرو بن ابی عمرو نامعلوم ہے، اور باقی سند میں بھی نظر ہے۔

(۲) کتاب الرد علی سیر الاوزاعی (مطبوع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی لأصحابها الدیوبندیین المتروکین، وبتعلیق ابی الوفاء!!)

اس کتاب کی کوئی سند مذکور نہیں ہے۔ ہندوستان سے اس کا ایک بے سند مجہول نسخہ لے کر شائع کر دیا گیا ہے۔ (دیکھئے الرد علی سیر الاوزاعی ص ۴ قال: **نادر جداً لا يوجد له فيما نعلم إلا نسخة واحدةقا فى الهند**)

نتیجہ: یہ کتاب قاضی ابو یوسف سے ثابت نہیں ہے۔

(۳) کتاب الخراج (مطبوع المطبعۃ السّلفیہ ومکتبتھا، القاہرہ، مصر طبع پنجم، ۱۳۹۶ھ)

اس کتاب کی بھی کوئی سند مذکور نہیں ہے۔ تاہم یہ قاضی ابو یوسف سے منسوب مشہور کتاب ہے۔ واللہ اعلم

قاضی ابو یوسف کے بعض اقوال

اب آخر میں قاضی ابو یوسف کے بعض اقوال پیشِ خدمت ہیں۔

۱: قاضی ابو یوسف نے کہا:" **أول من قال: القرآن مخلوق أبو حنيفة –يريد بالكوفة** " کوفہ میں، سب سے پہلے ابوحنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا (المجروحین لابن حبان ۳/۶۴، ۶۵ وسندہ حسن، السنۃ لعبداللہ بن أحمد: ۲۳۶، وتاریخ بغداد ۱۳/۳۸۵)

۲: قاضی ابو یوسف نے کہا:" **كان أبو حنيفة يرى السيف** " ابوحنیفہ (مسلمانوں میں ایک دوسرے کو مارنے کے لئے) تلوار چلانے کے قائل تھے۔ (یعنی حکمرانوں کے خلاف خروج و بغاوت کو جائز سمجھتے تھے) حسن بن موسیٰ الاشیب نے کہا کہ میں نے ابو یوسف سے پوچھا: کیا آپ بھی اس کے قائل ہیں؟ انہوں نے کہا: معاذ اللہ۔ (کتاب السنۃ لعبداللہ بن احمد: ۲۳۴ وسندہ صحیح)

۳: قاضی ابو یوسف نے کہا:" **بخراسان صنفان ما على ظهر الأرض أشر منهما : الجهمية والمقاتلية** " خراسان میں دو گروہ ایسے ہیں جن سے زیادہ شریر کوئی گروہ روئے زمین پر نہیں ہے: جہمیہ (جہم بن صفوان کے پیروکار) اور مقاتلیہ (مقاتل بن سلیمان کذاب کے پیروکار) (کتاب السنۃ لعبداللہ بن احمد: ۱۴ وسندہ صحیح، أخبار القضاۃ المنسوب إلی محمد بن خلف بن حیان ۳/۲۵۸ وسندہ صحیح)

۴: قاضی ابو یوسف نے کہا:" **من طلب العلم بالكلام تزندق و من طلب المال بالكيمياء افتقر ومن طلب الحديث بالغرائب كذب** "جو شخص علم کلام کے ذریعے (دین کا) علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ زندیق (کافر) ہو جاتا ہے اور جو شخص علمِ کیمیا (سونا بنانے کا علم) کے ذریعے مال کمانا چاہتا ہے وہ فقیر ہو جاتا ہے اور جو شخص غریب احادیث (جمع کرنے) کی طلب رکھتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ (أخبار القضاۃ ج ۳ ص ۲۵۸ وسندہ صحیح)

۵: قاضی ابو یوسف نے کہا:" **يا قوم أريدوا بعملكم الله ، فإني لم أجلس مجلساً قط أنوي فيه أن أتواضع إلا لم أقم حتى أعلوهم ولم أجلس مجلساً قط أنوي فيه أن أعلوهم إلا لم أقم حتى افتضح** "اے قوم! اپنے افعال سے اللہ کی رضامندی طلب کرو، پس بے شک میں جس مجلس میں تواضع (عاجزی) کی نیت سے بیٹھا ہوں تو میں سب پر غالب آیا ہوں اور میں جس مجلس میں بلند ہونے کی نیت کے ساتھ بیٹھا ہوں تو مجھے ذلیل ہونا پڑا ہے۔ (أخبار القضاۃ ۳/۲۵۸ وسندہ صحیح)

آخر میں قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ عدل و انصاف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، غیر جانب دار تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ قاضی ابو یوسف روایتِ حدیث میں جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں لہذا ان کی روایت و گواہی کا کوئی اعتبار

نہیں ہے۔

جن حنفی ودیوبندی وبریلوی حضرات کواس تحقیق سے اختلاف ہے وہ "الحدیث حضرو" کے منہجِ تحقیق کو مدِنظر رکھ کراس کا جواب لکھ سکتے ہیں۔ ''الحدیث'' کے صفحات جوابی تحقیق کے لئے حاضر ہیں بشرطیکہ ہر دلیل باحوالہ اور باسند صحیح وحسن لذاتہ ہو۔ یادر ہے کہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی (الحدیث: ۷ص ۱۱ تا ۲۰) والی تحقیق کا ابھی تک کسی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۸ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)